

وَصِيَايَا
شَيْخِ شَهَابُكَ الْدَّرِينِ سَهْرَوَرِيِّ

انتخاب در عجم

مولانا نسیم احمد فریدی امری

العرفان

گنج بخش روڈ ○ لاہور

وَصَيَّا الشَّيْخَ شَهَابًا ابْنَ ابْنِ سَهْرَوَزِيٍّ

انتخاب وزعمہ

مولانا نسیم احمد فریدی امرہی



المعارف گنج بخش روڈ لاہور

جملہ حقوق بحق المعارف محفوظ ہیں

ناشر: _____ المعارف گنج بخش روڈ، لاہور

طابع: _____ بنختیار پرنٹرز، لاہور

سال اشاعت: _____ ۱۹۸۳ء / ۱۴۰۳ھ

تعداد: _____ ایک ہزار



بسی و اہتمام

نجیب احمد قریشی

پیش لفظ

پیش لفظ	مترجم	مولانا نسیم احمد فریدی امر وہی
مختصر حالات	صاحبِ نغماتِ لانس	مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی
ادائیگی حقوق اللہ	وصیت	جامع رسالہ نے حضرت بہروردی کی قلمی تحریر سے نقل کی
شرد و نفس اور اس کا علاج	وصیت	بنام شمس الدین سمرقندی
ضبطِ اعضاء و جوارح اور محاسبہ قلب	وصیت	بنام صفی الدین علی بن رشید
طریق استقامت اور ضرورتِ شیخ	وصیت	بنام متوسلین و عامۃ المسلمین
ارادت کی ضرورت اور مرید کے فرائض	وصیت	بنام نصیر الدین بغدادی
تقریب الی اللہ اور ذکرِ مراقبہ	وصیت	بنام امام نجم الدین
تقویٰ، زہد اور دوامِ عمل	وصیت	بنام عبدالعزیز
اللہ درُسل اور الدین و مشائخ کے حقوق	وصیت	بنام صاحبزادہ عماد الدین
فقر و درویشی کے نئے بنیادی امور	وصیت	بنام بعض فقراء اور درویش
حضرت شیخ شہاب الدین بہروردی کی بیعت	اجازت نامہ	برائے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی
مجموعہ وصایا کے چند	اقتباسات	نصائح، مفوضات اور کلماتِ طیبات



پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ

قافلہ سالار سلسلہ شہروردیہ قطب العارفین حضرت شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد
صدیقی شہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام طریقت اور پیشوائے راہ سلوک تھے۔
اخلاق و تصوف میں ایک بلند مقام رکھتے تھے۔ ان کی کتاب عوارف المعارف طالبین اور
سالکین کے لیے ایک راہ ناما کی حیثیت رکھتی ہے۔ بعد کے ہر سلسلہ کے مشائخ نے اس سے
استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محبوب اللہ
نظام الدین دیار رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر طریقت کی خانقاہوں میں اس کتاب کے درس
تدریس اور مطالعہ و مذاکرہ کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی
نصائح کار از بھی غالباً اس خوش نصیبی میں مضمون ہے کہ وہ ”پیردائے فرخ شہاب رحمۃ اللہ
علیہ“ کے مرید اور ان کے فیوض روحانی سے مستفیض تھے۔ انہوں نے بوستان میں اپنے
پرومرد کی دو اہم نصیحتیں دو شعروں میں نظم کی ہیں جن کو انہوں نے براہ راست سنا تھا
وہ دو شعریہ ہیں

مرا پیر دانائے فنِ سخ شہاب

دواندر زلفِ نمود برائے آب

یکے آنکہ بر خویش خود ہیں مباحش

دوم آنکہ بر غیبر بد ہیں مباحش

یعنی مجھ کو میرے مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ

علیہ نے ساحل دریا پر (جبکہ وہ غالباً دریائی سفر کے لئے کشتی میں سوار

تھے یا سوار ہونے والے تھے) یہ دو نصیحتیں فرمائیں :

۱ : خود بینی نہ کرنا یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر غرور و تکبر نہ کرنا

۲ : دوسروں کو بڑا نہ سمجھنا اور خواجواد ان کے عیب تلاش

کرنے کا طریقہ اختیار نہ کرنا۔

مولانا علاؤ الدین صدیقی پھلتی مرحوم کی عنایت سے مجھے کتب خانہ مدرسہ
فیض الاسلام پھلت کے ایک قلمی نسخے کے مطالعہ کا موقع ملا تھا جو وصایاے قطب العارفین

حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ پر مشتمل ہے اور عربی زبان میں ہے۔ یہ وصایا متعدد

مریدین، متعلقین اور خلفاء کو کی گئیں ہیں۔ ان میں عقائد و اخلاق اور اعمال و کردار کے

سنوارنے کی باتیں بھی ہیں اور شریعت و طریقت کے اسرار و رموز بھی، سلوک و تصوف

کی اہم اور ضروری ہدایات بھی ہیں اور سلسلہ سہروردیہ کے خصوصی و امتیازی نشانات

بھی — میں نے مناسب سمجھا کہ ان وصایا میں سے بطور اقتباس انتخاب ان کلمات

کا ترجمہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کر دوں جن کو میں سمجھ سکا ہوں اور جن سے عمومی

دینی فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔

ان وصایا کے اندر بڑی کشمکش اور دل آویزی ہے ایک باقی سلسلہ بزرگ کی زبان

قلم سے نکلے ہوئے یہ کلمات براہِ راست قلب کو متاثر کرتے ہیں۔ میں نے ان وصایا کی

تفخیص و ترجمہ کا کام ضروری سمجھا اور ماہنامہ الفرقان کی متعدد اسٹیمٹوں میں یہ وصایا شائع ہوئے ہیں۔ ان کی افادیت کے پیش نظر حضرت مولانا نعمانی نے ان پر نظر ثانی کر کے بیجا کرنے کا ایسا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام اُمتِ مسلمہ کو کتاب و سنت کی پابندی کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین کے کلماتِ طیبہ و ارشادات اور نصائح و وصایا پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نسیم احمد فریدی امر دہوی



مختصر حالات

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ تصوف و سلوک میں آپ کا اہتمام آپ کے چچا حضرت ابو الجیب سہروردی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے۔ غوث اعظم حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا تھا کہ تم عراق کے شاہیریا آخری شخص ہو۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ جیسے: عوارف المعارف، رشف النصاب اور اعلام التقی وغیرہ۔ عوارف کو مکہ معظمہ میں تصنیف کیا۔ اثنائے تصنیف میں جب کوئی اشکال پیش آتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور طواف خانہ کعبہ کے طلب توفیق کرتے تھے تاکہ اشکال دور ہو اور حق واضح ہو جائے۔ آپ بغداد میں اپنے وقت کے شیخ الشیوخ تھے۔ دور و نزدیک کے اربابِ طریقت آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ آپ کو ایک شخص نے لکھا تھا — یا سیدی! اگر میں عمل چھوڑ دوں تو (ڈرتا ہوں) تعطل و بیکاری کی طرف چلا جاؤں گا اور اگر عمل کروں تو (یہ ڈرے کہ) مجھ میں تکبر و غرور آجائے گا۔ (پھر نہیں کیا کروں؟)؛ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: ”(نیک) عمل کر اور تکبر و غرور سے استغفار کر“۔

۱۔ نغمات الانس از: مولانا عبدالرحمن جامی

رسالہ اقبالیہ میں مذکور ہے کہ شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ سعد الدین جموی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تم نے کیسا پایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر میں جس کا کہیں کنارہ نہیں ہے۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو تم نے کیسا پایا۔ جواب دیا کہ متابعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی میں چمک رہا ہے وہ چیز ہی کچھ اور ہے۔

آپ کی ولادت رجب ۵۳۹ھ میں، اور وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی۔ امام فیہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں آپ کو مطلع الانوار، متبع الاسرار، دلیل الطریقہ، ترجمان الحقیقہ، قدوة العارفين، عمدة الساکین، العالم الربانی وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے۔



ادائیگی حقوق اللہ

وَصِيَّةٌ

جو جامع رسالہ نے حضرت سہروردی کے قلم سے لکھی ہوئی تحریر سے نقل کی

جس کسی کا قلب نورِ ایمان سے منور ہو گیا اور جس کو اسلام کے متعلق شرحِ صد ہو گیا اس کے تمام اعضاء و جوارح میں نورِ سرایت کر جاتا ہے اور وہ شرع کے دائرے میں اپنے آپ کو مقید کر دیتا ہے پھر وہ بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے کہ اس کی زبان میں نور پیدا ہو جاتا ہے پس وہ حق بولتا ہے۔ صادقین کے شلوب اس کے قول کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس کے قول اور نصائح سے راہِ استقامت پر آجاتے ہیں۔ انابتِ قلب اس کے اندر متحقق ہو جاتی ہے اور جس کو انابت حاصل ہو جاتی ہے وہ ان دوسو سوں کی نفی کرتا ہے جو دل میں گھومتے ہیں اور ان افکار کو دور کرتا ہے جو سویدائے قلب کو گھیرے رہتے ہیں۔ وہ حدیثِ نفس "کو دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات اور اس کے سامنے تضرع و زاری اس کے قلب کی عادت بن جاتی ہے۔ بجائے حدیثِ نفس" کے قرآن کے معانی اس کے قلب میں جاگزیں ہوتے ہیں اور باادفات کمال نورانیت قلب کے ساتھ ساتھ "معانی القرآن" اور مطالعہ عظمتِ کلم "بھی اس کے اندر جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ حال ہو جاتا ہے تو وہ قرآن کا بڑا حصہ بغیر دسوسہ اور بغیر حدیثِ نفس کے پڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ان رجال صدیقین اور مشائخ صوفیہ کی صحبت کی برکت سے

حاصل ہوتا ہے جو ائمۃ المتقین اور صاحب احوال ہوتے ہیں اور جن کو علم و راستہ (علم ظاہر) پر عمل کرنے سے علم وراثت (علم حقیقی) حاصل ہوتا ہے اور جو صادقین کے قلوب اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ یہ حضرات زمین پر اللہ کا شکر ہیں۔ احوال اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں مگر یہ بطریق صحبت حاصل کئے جاتے ہیں۔ وجود الاحوال بطریق صحبت کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بیج کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اُگنے اور سرسبز ہونے کی خاصیت رکھی ہے لیکن پہلے بیج بونے والا محنت کرتا ہے اور اپنی قوت کو فعل میں لاتا ہے۔

شکر، اشرف الاعمال ہے اور سب اعمال کے مقابلے میں کم پایا جاتا ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرُونَ

”میرے بندوں میں شکر گزار بندے کم ہیں“ (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ بندے کا قلب ان چیزوں میں مشغول ہو جن میں اعضا و جوارح مشغول ہیں۔ اس لئے کہ شکر (قلب کا) ایک مستقل عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا

”اے داؤد کے گھر والو! شکر کا عمل جاری رکھو!“

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ”ہمت“ کو اسی کی طرف مجتمع رکھا جائے۔ اور قلب کی توجہ اسی کی جانب ہو۔ مراقبہ، شاہدہ، اللہ تعالیٰ کی محبت اور یہ تصور کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ امور ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امر سے چشم پوشی اور درگزر نہیں کرتا کہ بندے کا قلب (کلیتہ) کسی کے ساتھ ہو۔ چاہیے کہ اعضاء و جوارح کا عمل اپنے دائرہ تک محدود ہو اور قلب

اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے اس لئے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے نہ کہ اس کے سوا کسی کے لئے۔ قلوب زمین پر اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے۔ پس ان کے بارے میں کوئی مسامحت اور کوتاہی نہ ہونے پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

”اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے قلوب کی طرف نظر رکھتا ہے۔“ (احادیث)

اگر بندہ (بافتراض) کسی مکروہ جگہ بھی ہو مگر اس کا قلب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تو وہ اللہ کے قریب ہے اور اگر وہ کعبہ میں ہو اور اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو تو وہ بعید ہے۔ میری عادت نہیں کہ شطیحات (خوامخواہ کی جذباتی اور جوشیلی باتیں) بیان کروں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں بات کو اچھی طرح واضح کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔ خیر پورے طریقے پر ”جمعیت“ کے اندر ہے اور شرکلی طور ”تفرقہ“ میں ہے۔ مدہ جمعیت قلب کی طرف اسی وقت متوجہ ہو سکتا ہے جبکہ اس کو اتحاد و مقصود حاصل ہو اور جس کسی کے مطلوبات کثیر ہوتے تو اس کے افکار متفرق ہو گئے اور سب مطلوب میں اتحاد آیا تو نصب العین مجتمع اور متعین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس قلب کو پسند نہیں کرتا جس میں تفرقہ ہو۔ دو ذکر ایک قلب میں جمع نہیں ہوتے۔ قلب کی وحدانیت، وحدانیت رب کو پیش نظر رکھ کر ضروری ہے۔ بندے کے لئے زیبا نہیں ہے کہ اس کا مقصود سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور ہو اور یا وہ کسی کی طرف سوائے اس کے متوجہ ہو۔ چاہیے کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا بھی مشتاق نہ ہو۔ اللہ کے ماسوا کسی طرف نظر ڈالنے کو اچھا نہ سمجھے یہاں تک کہ اس کے ستر قلب اور روح پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی طلب غالب آجائے۔ اس کا کوئی سانس طلب حق کے بغیر نہ نکلے۔ یہ ادب انفاس ہے۔

طلب میں صدق کی علامت یہ ہے کہ کسی بچے کی زبان سے بھی کوئی کلمہ نافع نہ
 تو اس سے روگرداں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے اولیاء، رجال و نساء (مرد و عورت) دونوں ہوتے ہیں اس
 لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو صفات صاحب صدق مردوں کی بیان فرمائی ہیں وہی صاحب
 صدق عورتوں کی بھی بیان فرمائی ہیں۔ میں اپنی پسماندگی اور اپنی تقصیر پر مقصر اور پانڈہ
 سے زیادہ دیکھتا ہوں۔ یہ بات تشریح کی محتاج نہیں اور یہ کوئی شطیحات کی قسم کی بات
 بھی نہیں کہہ رہا ہوں۔ شیخ ابوعلی دقاق کا یہ ارشاد میرے حسب حال ہے :

”میراجی چاہتا ہے کہ ماتمی لباس پہن کر شہروں میں گھوموں اور

اللہ کے بندوں میں آواز لگاؤں اور ان کو اطلاع دوں کہ کتنے حقوق ان سے

فوت ہو رہے ہیں اور ان کے سامنے کیا کیا خطرات ہیں۔ اس کے ساتھ

ہی ساتھ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری تقصیرات کتنی ہیں۔“



شُرورِ نفس اور اس کا علاج

وَصِيَّةٌ

بِنَامِ شَيْخِ الدِّينِ سَمَرَقَنْدِيِّ

طالب کو لازم ہے کہ اپنے نفس کے احوال کا خیال رکھے اور اس کی لغزشوں، غمگینوں اور اس کے اخلاقِ مذمومہ سے غافل نہ ہو۔ اگر اس نفس کی طرف سے غفلت ہوئی تو یہ اپنی تمام صفات اور اخلاق کے ساتھ نمودار ہوگا۔ نفس کی صفات یہ ہیں:

”دنیا کی طرف متوجہ ہونا۔ حُبِ جاہ اور مخلوق میں رغبت و منزلت کی تمنا۔ نیز اس بات کا خیال رکھنا کہ مخلوق کس چیز کو اچھا سمجھتی ہے اور کس چیز کو بُرا۔ اس کا خیال نہ رکھنا کہ شرع کے نزدیک کونسی چیز اچھی ہے اور کونسی بُری۔“

موت کی یاد اور لزومِ خلوت و عزالت سے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ سولنے، جمعہ اور جماعت کے لوگوں سے احتلاط نہ رکھے۔ علاوہ ازیں بندے کو لازم ہے کہ اپنے اوقات کو غنیمت سمجھے اور اپنے ایام و ساعت کو اوراد سے مُزین کرے۔ اس لئے کہ یہ طریقہ واردات کو کھینچنے والا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ریا، نفاق، سمعہ اور مخلوق کے سامنے سجادت اور بناوٹ سے بھی اپنے آپ کو دور رکھے۔ اس لئے کہ یہ طریق عمل طریقِ صادقین میں شرک کی مانند ہے۔ پس لازم ہے کہ اس شخص کے پاس بیٹھے جس کے تقویٰ اور زہد کا یقین ہو۔

ضبط اعضاء و جوارح اور محاسبہ قلب

وصیت

بنام صفی الدین علی بن رشید

میں نے صفی الدین علی بن رشید کو اپنے وطن جانے کی اجازت دی تاکہ وہ اپنے والدین کے حقوق ادا کریں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو اور ان کو قولِ ثابت پر چلنے رکھے گا اور شیطان اور اس کے لشکروں سے نیز نفسِ امارہ کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے گا۔ مُشاراً الیہ کہ لازم ہے کہ جب اپنے وطن جائیں تو حفظِ اوقات کی جانب متوجہ رہیں بطالت و بیکاری کو ترک کر دیں اور گوشہٴ تنہائی کو عنایت سمجھیں۔ نصبُ العین عبودیت اور ضبطِ اوقات رہے۔ مخلوق کی جانب اس گمان سے نہ جھکیں کہ یہ اخلاقِ صحیحہ کا تقاضا ہے اور مدارات کی یہ ایک شکل ہے اور اس ظاہر داری اور میل ملاپ کو لوگوں کے قلوب کو اچکنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

وہ عقل جو چمکتی کار ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے وہ دنیا اور دنیا داروں سے بے پروا نہ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے قلب سے آخرت کی طرف متوجہ ہو۔ اسی کی طرف اس کا ٹھکانہ ہے۔ عاقل کو اس فانی دنیا کی ٹپ ٹاپ غافل نہیں کرتی۔ دنیا کی چمک دمک بیوقوفوں کو متاثر کرتی ہے اور ان کی عقلوں پر چھپا جاتی ہے حتیٰ کہ ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی توجہ کو کسی نہ کسی درجے میں جاہ و مال کے حصول کے اندر نہ لگائے ہو۔ اور یہ دونوں (یعنی جاہ و مال) فانی

ہیں جس کے سامنے علم زہد کا آشکارا ہوا اور اس کے فائدے سے واقف ہوا وہ اپنے اعضاء و جوارح کو قابو میں رکھ کر منوعاتِ شرع سے بچنے کی صورت پیدا کر لیتا ہے۔ اس راستے سے نفس کا تزکیہ ہوگا اور جب تزکیہ نفس ہوگا تو آئینہ قلب روشن ہو جائیگا اور اس کے اندر گناہ کی بُرائی ظاہر ہونے لگے گی نیز توجہ الی اللہ کا ارادہ قلب میں پیدا ہو جائے گا۔ وہ اللہ کے ماسوا کو نظر انداز کر دے گا۔ اس وقت بدن بھی اطمینان سے نرم ہو جائیگا جس طرح دل نرم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

ثُمَّ تَلَيْنُ جُلُودَهُمْ وَقُلُوبَهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ

”پھر ان کے بدن اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت نرم ہو جاتے ہیں“

انسان اپنے اعضاء و جوارح پر پورا پورا کنٹرول اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک قلب ایسا بیدار نہ ہو جائے جو برابر محاسبہ کرتا رہے۔



طریق استقامت اور ضرورت شیخ

وصیت

قیام، ہمتو تسلیم، عامۃ المسلمین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
 اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي
 إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

”اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ
 کی طرف دل سے ممتوجہ ہوتا ہے اس کو ہدایت دیتا ہے۔“

انسان اپنے نفسِ آمارہ اور کھانے پینے میں اُس کی خواہشوں اور لذتوں کی رعایت
 کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے مجرب اور بعید ہو جاتا ہے اور اُس کے اوقاتِ آپس کی (بے
 ضرورت) مخالفت و مجالست سے برباد ہوتے ہیں جس لئے اللہ تعالیٰ خیریت
 چاہتا ہے اُس کو رشد و صواب کا الہام کرتا ہے اور اس کے منجانب سے امر واضح کر دیتا ہے
 کہ دنیا اور اہل دنیا عنقریب فنا ہونے والے ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی باقی
 رہنے والا نہیں ہے۔ بندہ اپنی قبر میں اپنے اعمال کے ساتھ اپنے مولا و خالق کے
 سامنے ہوگا۔ (یہ بات اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ذہن نشین ہو جاتی ہے تو انسان
 غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاتا ہے اور اپنے اوقات کو غنیمت سمجھنے لگتا ہے
 اور یہ جان لیتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر اس وقت تک غلبہ حاصل نہیں کر سکتا

جب تک اپنے اوقات کی حفاظت نہ کرے۔

دین کا معاملہ صنائع میں سے کسی صنعت سے کم نہ سمجھا جائے۔ کوئی صنعت بھی بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوتی (پھر دین بغیر سیکھے کیسے حاصل ہو سکے گا)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”میری اُمت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔“ اس اشارہ میں علماء سے مراد وہ علماء باللہ ہیں جو مستحق اور زاہد ہوں۔ جن کا قدم شاہینیت میں صحیح اٹھا وہ نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔

جو شخص مخلوق سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ ایسے شیخ کی طرف متوجہ ہو جس کے متعلق اسے پورا اطمینان ہو کہ وہ شیخیت کا اور اللہ کی طرف دعوت دینے کا اہل اور مستحق ہے۔ اگر وہاں کسی شخص ہوں جو سندِ شیخیت پبھیٹے ہوں اور یہ طالب نہ جان سکتا ہو کہ ان میں کون صحیح طور پر شیخیت کا اہل ہے تو اس کو چاہیے کہ توقف کرے۔ جلد ہی نہ کرے۔ اس لئے کہ ممکن ہے کہ وہ کسی ایسے شیخیت کے مدعی کا قصد کرے جو درحقیقت اس منصب کا اہل نہ ہو۔ ایسے شخص کا قول طالب کو فتنے میں مبتلا کر دے گا اور وہ طالب کے لئے راہزن ثابت ہوگا۔ ایسی صورت میں طالب اس طور برباد ہوگا کہ پھر صلاح پذیر نہ ہو سکے گا۔ پس اس حالت میں طالب اپنی روح کو اللہ کی طرف متوجہ کرے اور اللہ کے سامنے خوب گریہ و زاری کرے اور عرض کرے کہ اے میرے رب تو خوب جانتا ہے کہ میں تیری طرف چلنے کا قصد کر رہا ہوں اور تو اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے۔ میں ایک صاحبِ طریق اور ایسے شیخ کو چاہتا ہوں جس دینی و روحانی نفع حاصل کروں اور اس کے ذریعے تیری اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ہدایت پاؤں۔ تو مجھے ایسا شخص بتا دے جو اس کام کی اہلیت رکھتا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو خواب میں ایسا شخص دکھلا دے گا یا حالتِ بیداری میں اس کا سینہ

کھول دے گا۔ اُس کی آہ و بکاہ پر رحم اور اُس کی دعا قبول فرمائے گا اور ایسے شخص کی جانب رہنمائی فرمائے گا جو اس وقت کا واقعی شیخِ کامل ہو۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے شیخِ کامل کی طرف رہنمائی فرمائے تو پھر یہ مُرید اس کامل کے ساتھ عمدہ و طیرہ اختیار کرے اور پورے طریقے سے اس سے محبت رکھے۔

ایک شخص ایسے شیخِ کامل سے بھی مُنتفع ہو سکتا ہے جس روزانہ مُلاقات کر سکے اور اُس سے بھی نفع حاصل کر سکتا ہے جس سے ایک ہفتہ، ایک مہینہ یا ایک سال میں مُلاقا کرے اور کبھی شیخ سے اس طرح بھی نفع حاصل کر سکتے ہیں کہ اس سے اللہ کے لئے محبت کرے۔ اگرچہ اس سے مُلاقات نہ کر سکے مگر شیخ کا ارشاد اور عبادت کا طریقہ اور سلوکِ طریقِ حق اس تک پہنچا ہو اور وہ شیخ کے باطن سے ہدایت یاب ہوتا ہو۔ اس کا ادب اچھی طرح کرتا ہو اور اس کا طریقے کی اقتدار کرتا ہو۔ نیز شیخ کی محبت کی برکت سے اس کی جانب باطن میں شیخ کے انوار سرسبزیت کر جائیں جس کی وجہ سے اس کا ظاہر و باطن منور ہو جائے اور آدابِ مع اللہ صحیح اور درست ہو جائیں۔ پس اس طرح سے بھی وہ طریقِ استقامت کی طرف ہدایت پا جائے گا۔



ارادات کی ضرورت اور مرید کے فرائض

وصیت

بنام نصیر الدین بغدادی بوقتِ حیاتِ پستی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَا تَطْرُدُ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
بِالْفِدَاةِ وَالْعِشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

”آپ نہ ہٹائیں اپنے پاس سے ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح و شام
پکارتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ بس اپنے رب کی رضا چاہتے ہیں“

لفظِ ارادت جو خاص اصطلاح کے طور پر مشائخِ صوفیہ کے یہاں مستعمل ہے

اس کی اصل و بنیاد یہی آیت ہے: (يُرِيدُونَ وَجْهَهُ) - مرید، مشائخِ صوفیہ

کے نزدیک وہ ہے جس کی ہمت اللہ تعالیٰ سے طلبِ مزید کرتی رہے۔ جو مزید کو برا طلب

کرتا رہے گا وہ مرید ہے۔ جب وہ طلبِ مزید سے مست پڑ جائے گا تو اس کو سمت

ترقی میں آگے بڑھنے کی بجائے رجعت (واپسی) سے دوچار ہونا پڑے گا

اور ارادات کے باب میں اس کی ہمت زائل ہو جائے گی۔ اکابرِ صوفیہ کے نزدیک ایسے

شخص کی موت اس کی حیات سے بہتر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے

میں جب کوئی مرید مزید حاصل نہیں کر رہا ہے تو وہ نقصان میں ہے اور نقصان عینِ خسرا

ہے۔ جب خسارہ دائمی طور پر کسی بندے کے شامل حال ہو جائے تو پھر اس کی موت

اُس کی حیات سے بہتر ہوتی ہے۔ مُرید کو اپنی ارادت میں ایک شیخ کی ضرورت ہے جو صاحب بصیرت ہو وہ راہِ سلوک طے کرانے اور اُس کو طرقِ مواجید اور اسبابِ مزید بتاتے۔ نیز صفاتِ نفس، اخلاقِ نفس اور مخفی شہواتِ نفس سے آگاہ کرے۔ اس لئے کہ معرفتِ نفس طریقہ صوفیاء کی جڑ اور بنیاد ہے۔ معرفتِ نفس کا معرفتِ رب سے گہرا تعلق ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے :

”جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔“

معارف کے مراتب و منازل ہیں۔ اہل معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ابرار، دوسرے مقربین۔ ابرار کو نفس کی بعض حرکات اور شہوات کی معرفت ہوتی ہے مگر مقربین کی معرفت اس سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ بہت سے عمل ابرار کی نظر میں ان کے مبلغِ علم کی رُو سے عین طاعت ہوتے ہیں اور وہ مقربین کے نزدیک معصیت ہوتے ہیں کیونکہ مقربین کی نظر نفس کی حالت معلوم کرنے میں دقیق ہوتی ہے اور ان کو علمِ النفس میں کمال حاصل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بزرگوں نے کہا ہے :

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ

”یعنی ابرار کے نزدیک جو حسنات ہیں وہ مقربین کے نزدیک سیئات

کا درجہ رکھتے ہیں۔“

درحقیقت مشائخِ صوفیاء میں جو اربابِ بصیرت ہیں ان کے علاوہ کسی کو مقاماتِ احوال کی تفصیل اور ان آفات کی معرفت حاصل نہیں ہوتی جو فسادِ اعمال کا باعث ہیں یہاں تک کہ وہ علماء جو احکامِ شرع اور علمِ مسائلِ فقہی سے تو واقف ہیں لیکن زہد فی الدنیا، تقویٰ اور علمِ القلوب کے بہرہ مند نہیں ہیں وہ بھی مشائخِ صوفیاء کے اس بلند مقام تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ صوفیاء کا علم ”میراثُ التقویٰ“ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ

اس آیت میں علم کو تقویٰ سے متصل کیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علم والے ہی ہیں۔

اس آیت میں غیر متقی سے علم کی نفی ہے۔

جب کوئی شخص زہد فی الدنیا اور تقویٰ کے بغیر علم کو جمع کرے گا تو وہ فقط علم کا ایک برتن ہوگا۔ حقیقی عالم وہی ہوگا جو تقویٰ اختیار کرے گا۔ پس جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مرید صادق اللہ کے راستے میں چلنے کے لئے ایک ذی بصیرت شیخ کی صحبت کا محتاج ہے جو اس کو مقامات قرب اور حقیقت عبودیت تک پہنچا دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ

أَنَا وَمَنْ أَتَّبَعَنِي ۝

”اے رسول! آپ کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میں اور میرے

متبعین اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں“

تو اب شیخ کامل کا متابعت رسول کی بنا پر باذن اللہ داعی الی اللہ ہونا بھی ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تعلیم کے لئے اور اپنے خاص بندوں کی تدریجی ترقی کو ظاہر کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ
أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ
إِمَامًا ۝

”وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور ہماری ذریعہ
و اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور ہم کو تقویٰ شعار لوگوں کا
امام بنا دے!“

اس آیت سے پتہ چلا کہ ایک گروہ ایسا ہوتا ہے جو قدوة المتقین کہلائے جانے کا مستحق ہوتا ہے۔ ہر وقت، ہر زمانے میں ہر علاقے میں ایسے افراد ہوتے ہیں اگرچہ عدو قلیل ہوں۔ چونکہ یہ حضرات ایک بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں لہذا ان کی اقتدا بھی وہی مریدین صادقین کرتے ہیں جو طریق حق کے سالک ہوتے ہیں اور وہی ان سے علم الوارث اس طرح حاصل کرتے ہیں جس طرح علماء لسان علم دراست حاصل کرتے ہیں۔

مُرید (مجازی طور پر) ولد ہوتا ہے اور شیخ بمنزلہ والد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ولادت دو قسم کی ہے۔ ایک ولادتِ طبعیہ اور دوسری ولادتِ حقیقہ۔ پس ولادتِ طبعیہ رسوم ملک اور رسوم عالم شہادت و حکمت کی اقامت کے لئے واقع ہوتی ہے اور ولادتِ معنویہ اجزائے ملکوت اور عالم الغیب والقدرة کے مطالعہ کے لئے ہوتی ہے۔ سرکار رسالت آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امت کے معنوی والد ہیں اور شیخ حسن متابعت رسول کی وجہ سے مریدین کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ جس طرح ولادتِ طبعیہ میں بچے کے دودھ پینے کا ایک زمانہ اور دودھ چھوٹنے کا ایک وقت ہوتا ہے اسی طرح ولادتِ معنویہ میں ہے۔ پس ملازمتِ شیخ اور اس کی دوامِ صحبت کا اسی وقت تک محتاج رہتا ہے، جب تک استفادہ کرنے کی قوت پیدا ہو اور اس کے لفظ اور اشارہ چشم سے نفع حاصل کرنے لگے اور شیخ کے اشارہ چشم سے نفع حاصل کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شیخ کو اور اس کے اعمال کو دیکھے کہ وہ کس طرح خلوت و جلوت میں مع اکتی اور مع اخلاق رہتا ہے۔ شیخ کے اخلاق و آداب کو دیکھ کر یہ سب باتیں سیکھے اور اس طور طریقے کا پابند رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کمالِ صدق و محبت کی بنا پر جب یہ شیخ کی طرف نظر محبت سے دیکھے اور شیخ بھی نظر محبت سے دیکھے تو شیخ کی نگاہ سے اس کے باطن میں نور اور برکت پیدا ہونے لگے۔ اس طرح اس کے باطن میں خیر جاگزیں ہو جائے جس طرح سیپی کے اندر موتی منگن ہوتا ہے۔ بعض سانپوں میں یہ تاثیر ہے کہ جب وہ کسی انسان پر نظر

ڈالیں یا کوئی انسان اُن کی طرف دیکھ لے تو انسان ہلاک ہو جائے پھر کیا بعید ہے کہ بعض بندوں میں (منجانب اللہ) دلوں کے زندہ کرنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

جب مُرید صادق شیخ کی خدمت میں رہے تو اس کا ادب یہ ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اختیار سے نکل جائے اور (حتی الامکان) ماکولات و مطبوتات اور تمام معاملات میں شیخ کا تابع ہو۔ بالکل اس طرح جس طرح بچہ اپنے والد کا تابع ہوتا ہے۔ مُرید کے لئے حق تک پہنچنے کا راستہ سوائے شیخ کے ذریعے کے اور کوئی نہیں ہے۔ پس شیخ ابوابِ حق میں سے ایک کھلا ہوا دروازہ ہے اس کی طرف رجوع کر کے اپنے اختیار و ارادے سے دست بردار ہو جائے۔ مُرید شیخ سے ناقص حالت میں جدا ہو گا تو اس صورت میں ایسی آفات کا اندیشہ ہے جو امراضِ قلب تک پہنچانے والی ہوں اور مزاجِ توبہ و استقامت کو ختم کرنے والی ہوں بوجہ انحراف کے۔ ایسے شخص کے زہر کے بعد دنیا کی طرف اور عبادت سے عادت کی طرف رجوع ہونا بہت جلد ہوتا ہے اور یہ مرض اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے شیخ سے قبل از وقت جدا ہو گیا جس طرح دودھ پینے والے بچے کا جب اپنے وقت سے پہلے دودھ چھوٹ جاتا ہے تو اسے (بعض اوقات) کوئی نہ کوئی مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ یہ دوامِ ملازمت و صحبت اُن مُریدین کے لئے ضروری ہے جو صادقین ہیں نہ کہ اُن لوگوں کے لئے جو شیخ کے صرف محبت ہیں اور اس سے تھوڑی سی برکت حاصل کرنے والے اور اُس کی صحبت سے ادنیٰ درجہ برقاعت کرنے والے ہیں۔ اُن کا نام مُرید پڑ جانا محض رسمی ہے حقیقی نہیں۔ پس مُرید حقیقی کو شیخ فرقہ ارادت اس وقت پہناتا ہے جب پہلے اُس کے باطن کو ارادے اور اختیار سے انخلع کا فرقہ پہناتا ہے اور وہ مُرید جو مجتہدین میں سے ہے اس کو شیخ نقطہ فرقہ تبرک پہناتا ہے اور فرقہ تبرک میں دوامِ صحبت اور ملازمت شرط نہیں ہے۔ اُس کے پہننے سے مُریدین بس شیخ سے (قدرے) مشابہت حاصل کر لیتے ہیں اور شیخ کے ساتھ

رابطہ رنجت بھی کچھ (محفوظ) ہو جاتا ہے اور بقدر صحبت برکت و خیر حاصل کر لیتے ہیں
 پس قدر تبرک تو ہر اس محبت کو دیا جاتا ہے جو اچھا گمان رکھتا ہے اور اس شخص کو طلب
 کرے مگر فرقہ ارادت اس شخص کو دیا جاتا ہے جو مستقل جدوجہد کرے اور طریقے میں
 اس طرح داخل ہو کہ اپنی خواہشات ترک کر دے۔ عادت تقویٰ اختیار کر کے اپنے ارادے
 سے نکل جائے۔ امر حق کی رعایت مد نظر رکھے۔ اپنی نظر کو مخلوق سے ہٹالے۔ مخلوق کی
 نہ اقتدا کرے نہ ان کے استعجاب اور پسندیدگی کی، نہ ان کے استقباح اور ناپسندیدگی
 اس کے نزدیک تسبیح و ناپسندیدہ وہ ہو جس کو شریعت نے تسبیح قرار دیا ہے اور حسن و
 پسندیدہ وہ ہو جس کو شریعت نے حسن بتایا ہے۔ وہ ہر تکلف سے بری ہو۔

مُریدین کو اپنے مشائخ کے ساتھ کیا طریقہ برتنا چاہیے؟ ان کے لئے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا طرز عمل بہترین نمونہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
 فرمایا ہے کہ ہم نے بیعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے سعادت پر
 خوشحالی میں اور تنگدستی و پریشانی کے عالم میں جی چاہے نہ چاہے، ہر حال میں
 اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلام میں غایت ادبِ رسول کی تہنید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد
 فرمایا ہے :

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنِينَ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْكُمْ فِيمَا
 شَجَدَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَتَابًا
 مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

”خدا کی قسم! لوگ ایماندار نہیں ہوں گے جب تک وہ اپنے آپس
 کے جھگڑوں میں آپ کو حکم نہ بنائیں۔ پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں اس کے
 دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور آپ کے فیصلے کو تسلیم کر لیں۔“

اللہ تعالیٰ اُمت کو حکیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نہ داتا ہے ان تمام

معاملات میں جو اس کو پیش ہوں۔ اگرچہ اس آیت کا سبب نزول حضرت زبیر ابن عوام وغیرہ کا زمین کے بارے میں مُقَدَّمہ ہے، لیکن اعتبارِ عموماً لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصاً واقعہ کا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے حکیم (ثالث بنانے) کا حکم فرمایا اس کے بعد تنگی قلب زائل کرنے کا۔ اس لئے کہ حکیم وظیفہ ظاہر اور ادبِ ظاہر ہے اور زوال تنگی قلب وظیفہ باطن اور ادبِ باطن ہے بعض لوگ حکم بنانے پر توجہ دیتے ہیں مگر (خلاف مزاج) فیصلہ کی صورت میں تنگی قلب کے ازالے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ممکن ہے کہ وہ مُرید رسمی جس نے خرقہ تبرک پہنایا ہے فقط صاحبِ حکیم کی حیثیت میں داخل ہو جائے اور جس نے خرقہ ارادت پہنایا وہ ازالہ حرج والا ہو۔ ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے مُرید کے اپنے شیخ کے مقابلے میں اپنے اختیار سے باہر آجانے کے متعلق، وہ اس آیت کریمہ کے مفہوم میں داخل ہے۔ جب مُرید شیخ کے ادب کا راستہ اختیار کرنے کا ارادہ کرے تو وہ قرآن مجید کے ذریعے ادب سیکھے اور قنبدہ ہو اس ہدایت سے جو اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا التَّحیۃُ کَرَّمَ وَجْہُہُ عَلَیْہِمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں فرمائی ہے۔ چنانچہ سورہ حجرات میں ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ تَقَدَّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقَوْا اللّٰهَ ط (اِلٰی قَوْلِہٖ) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَيْہِمۡ لَکَانَ خَيْرًا لَّہُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

پس مُرید غور کرے اور سیکھے اُس ادب کو جو کلام اللہ میں ہے۔ سورہ نور میں ہے :

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ

وَاِذَا كَانُوْا مَعًا عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا

حَتّٰی يَسْتَاذِنُوْہٗ

حقیقت یہ ہے کہ ایمان لانے والے بندے بس وہی ہیں جو
ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور (جن کا عمل یہ ہے کہ) جب وہ
کسی اجتماعی مہم میں رسول کے ساتھ ہو تو ان سے اجازت لئے بغیر
کہیں نہ جائیں۔“

اس آیت سے دلالت ہے کہ اس بات پر جس کو ہم نے ذکر کیا ہے یعنی شیخ کی
صحبت اور اس سے مفارقت بصیرت کے ساتھ ہو۔ بہت سی آیات ہیں یہ معنی موجود
ہیں جو تلاش کو لے گا وہ کلام اللہ میں پائے گا۔ مریدین کو جن باتوں کا حکم دیا جائے
اس میں بڑی تفصیل ہے لیکن جس بات کی تاکید پہلے کی جائیگی وہ یہ ہے کہ تجدید توبہ
کرنے اس لئے کہ توبہ ہی کام کی جڑ ہے بنیاد ہے۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مرید
مرید نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے بائیں طرف کا فرشتہ بیس سال تک کچھ نہ لکھے۔ حقا
توبہ پر مرید قادر نہیں ہو سکتا سوائے دوام محاسبہ کی مدد کے۔ جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا
ہے ”محاسبہ کرو (دنیا میں) اپنے نفسوں کا اس سے پہلے کہ محاسبہ کئے جاؤ“ (یعنی
قیامت میں)۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کا محاسبہ ہر فرض نماز کے
بعد کرے۔ جب سچائی کے ساتھ محاسبہ پر مداومت کر لگا تو اس کی لغزشیں کم ہوتی
جائیں گی یہاں تک کہ معدوم ہو جائیں گی۔ جب محاسبے کا حق ادا ہوگا تو قول و فعل میں
جو لا یعنی باتیں ہوتی ہیں ان سے باز رہے گا۔

اگرچہ وہ مباح ہی کیوں نہ ہوں اس وقت اس کی فضولیت کم ہوں گی اور اس کا
ظاہر سیاستِ علم کے قبضے میں ہوگا۔ پھر اس بات کی توقع ہوگی کہ وہ مراقبہ تک
ترقی کرے اور اس کا باطن بھی ظاہر کی طرح سیاستِ علم کے ماتحت ہو جائے۔ مراقبہ
اصطلاح صوفیاء میں یہ ہے کہ اپنے قلب کو اس بات کی طرف متوجہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ
اس کو دیکھ رہے ہیں اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے پوری طرح مشرطائے گا اور ضمیر کے

خطرات سے بھی اس طرح پرہیز کرے گا جس طرح حرکاتِ جوارح سے پرہیز کرتا ہے۔
پھر اس مقام سے ترقی کر کے مقامِ مشاہدہ تک پہنچے گا اور اس کا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ
میرے قلب نے رب کو دیکھا: یہی مقامِ احسان ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس قولِ مبارک میں اشارہ فرمایا ہے :

ان تعبد الله كانك تراه (الحديث)

یعنی احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ اے

دیکھ رہا ہے۔“

اربابِ مشاہدہ کے مواجید مختلف ہوتے ہیں مگر اصول میں سب متفق ہیں۔ فقط فروع
میں اختلاف ہوتا ہے۔ وہ اسباب جو موثر ہیں اور مریدین کے لئے خیر کثیر کو کھینچنے والے
ہیں چار ہیں : ۱، قلتِ کلام، ۲، قلتِ طعام، ۳، قلتِ منام، ۴، قلتِ
اختلاطِ مع الانام (یعنی لوگوں سے بلا ضرورت ملنے جلنے سے بچنا)۔ مرید کو چاہیے
کہ ان چار باتوں کا خیال رکھے۔ اس کے بعد وہ ثمرات و برکات کا مشاہدہ کرے گا۔
اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے یہ احوالِ مشائخ ہیں اور ان کے ہدایات اور نہایات ہیں اور
یہ سب باتیں میراثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مشائخ کو یہ میراثِ حسینِ متابعیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے شیوخ کے ساتھ صدقِ صحبت کی برکت
سے ملی ہے۔



تَقَرُّبٌ إِلَى اللَّهِ اذْذَكَرُوهُ وَمُراقِبَةٌ

وصیت

بنام امام نجم الدین رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَآيَاتِكُمْ اَنْ تَتَوَالَّوْا ۝

ہم نے نصیحت کی ان کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم
کو بھی اس بات کی کہ تم اللہ سے ڈرو !

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور آپ
سے نصیحت طلب کی۔ آپ نے منجملہ اور نصائح کے زبان کو قابو میں رکھنے کی تاکید فرمائی
اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی نصائح ہر ذی بصیرت عاقل کے لئے کافی ہیں۔ بندگان
نصائح پر عمل اہل وقت تک نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی درازمی اُمید و آرزو کو کوتاہ نہ کرے
اور موت کو برابر یاد نہ کرے۔ منجملہ دیگر امور نافعہ کے مجاہدت اہل صلاح و تقویٰ اور اہل
باطل سے علیحدہ رہنا نیز نیک ہمنشین میسر نہ آنے کی صورت میں خلوت کو لازم رکھنا
بھی ہے۔ پھر خلوت میں بھی بیکاری سے بچے کیونکہ اس سے قلب مردہ ہو جاتا ہے بلکہ
اپنے اوقات ان اعمال سے معمور رکھے جن سے تقرب باری تعالیٰ حاصل ہوتا ہے۔
اس بات کا یقین کرے کہ اس کی جو عت ذکر اللہ یا اللہ سے قرب پیدا کرنے والی کسی

عبادت سے خالی گزرتی ہے وہ ساعت قیامت کے دن اس کے لئے ایک حسرت ہوگی۔ وہ اعمال جن سے تقریباً الی اللہ حاصل ہوتے ہیں۔ تلواری قرآن، ذکر بقلب اور مراقبہ ہیں۔

مراقبہ یہ ہے کہ بندے کے قلب میں علم راسخ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے اور وہ اس کے ضمیر کی پوشیدہ باتوں پر بھی مطلع ہے۔ جب ان امور سے فارغ ہو جائے تو سو جائے پس عیند میں بھی سلامتی ہے۔ یہ بات بھی مناسب ہے کہ ہمیشہ طہارت پر رہے اور جب وضو ٹوٹے دوبارہ وضو کر لے اور اس بات کی سعی الامکان کوشش کرے کہ قبلہ رخ بیٹھے اور اپنے دل میں اس بات کا تصور رکھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہے یہاں تک کہ اس کو سکینہ اور وقار حاصل ہو جائے۔ مخلوق کی تکلیف دہی کا تحمل کرے اور بدسلوکی کرنے والے کے حق میں اتفاقاً بدسلوکی نہ کرے بلکہ بدسلوکی کرنے والے کو موعظ کر دے اپنے علم و فضل پر نازاں نہ ہو۔ اپنے آپ کو چشم حقارت سے اور تمام مسلمانوں کو چشم احترام و تعظیم سے دیکھے۔ ہر عاقل کو چاہیے کہ وہ تہجد بھی پڑھے۔ اگر ممکن ہو تو مغرب، شام اور ظہر عصر کے درمیان بھی نوافل پڑھ لے۔ چاشت کی نماز کا بھی خیال رکھے۔ سال جمعہ کا اور طہارت کی حالت پر سونے کا بھی لحاظ رکھے۔ جمعہ کے دن جامع مسجد کو جلد پہنچا جائے اور اس جمعہ کے دن کو خاص طور پر آخرت کے لئے بنادے۔ (کم از کم) اس دن میں تو اس دنیا کی آمیزش نہ کرے۔ ہر روز صدمت دے جتنا بھی ہو، کم ہو یا زیادہ زیادہ نہ ہنئے۔ موعظ کو ہلکا رکھنے کی کوشش کرے۔ نقلی روزے بھی رکھے۔ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھے اور اس میں اضافہ کرے تو اچھا ہے ورنہ ہر آیام بیض (۱۳)، (۱۴، ۱۵ تاریخ) کے روزے رکھے اور یہ کم سے کم ہیں۔ اپنے تمام جوارح کو مخالفت شرع سے محفوظ رکھے۔ خاص طور پر آنکھ اور زبان کو قابو میں رکھے کہ آنکھ سے کسی

نا جائز چیز کو نہ دیکھے اور زبان سے غیبت نہ کرے۔ بد نظری اور غیبت ان دونوں چیزوں میں لوگ زیادہ مُبتلا ہیں۔ راستے میں جب چل رہا ہو تو ذکرِ قلبی کرتا رہے۔ کوئی قدم غفلت کے ساتھ نہ اٹھائے۔ میں نے جتنی باتیں ذکر کی ہیں ان کو پورا کرنے پر وہی لوگ قادر ہوتے ہیں جو دنیا سے بے پرواہ ہوتے ہیں (اور آخرت کا دھیان رکھتے ہیں)۔ انسان کو چاہیے کہ تضرع و زاری کے ساتھ اَللّٰہُ تَعَالٰی سے ان باتوں کو طلب کرے اور یہ بھی جان لے کہ (اس دنیا میں) اَللّٰہُ تَعَالٰی کے ایسے بندے بھی موجود ہیں جن کو ان باتوں پر عمل کرنا نصیب ہے۔ اُن کا نصبُ العین ایک ہی نصبُ العین ہے (اَللّٰہُ کو راضی کرنا اور آخرت کی تیاری)۔ نماز کو چاہیے کہ نماز کی ہر حالت کی حفاظت کرے۔ بائیں طور کہ تیام، رکوع اور سجدے وغیرہ میں جو کلمات زبان سے کہے اُس کے معنی دل کے اندر سمجھ لے تاکہ معنی کا دھیان اس کے دل کے دوسوں کو دُر کر دے۔ یہ ”اصلِ کبیر“ ہے۔ اس کو خوب یاد رکھے۔ اسی طرح تلاوتِ قرآن اور اذکار میں بھی معنی کا دھیان رکھے۔ اَللّٰہُ تَعَالٰی تو نین دینے والا مدد کرنے والا ہے۔



تقویٰ اور زہد اور دوامِ عمل

وصیتیں

بنام عبد العزیز رحمہ اللہ

مجھ سے عبد العزیز نے سوال کیا ہے کہ میں ان کو وصیت کروں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے تمام دینی احباب و متوسلین کو فائدہ پہنچائے۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور جو باتیں دل و دماغ میں حاضر تھیں ان کو لکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ قوفیق دینے والا ہے۔

اے طالب ! وصیت ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ جس کی استعداد کامل ہے اس کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ صحتِ ایمان کے ساتھ اپنے اوپر تین چیزیں لازم کر لے:

۱: تقویٰ اللہ: اس کا پہلا درجہ یہ ہے کہ اپنے اعضاء کو شرع کی منع کی ہوئی باتوں سے قولا و فعلا محفوظ رکھے۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ سے اپنے اعضاء و جوارح کو قابو میں رکھ کر ڈرتا ہے تو یہ تقویٰ اس کے باطن کی طرف سراپت کر جاتا ہے اور اس کا قلب کینہ، حسد، جھوٹ، تکبر، ریا، سمو (دکھاوٹ، بناوٹ) تصنع، اور تزین سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور پھر وہ ظاہری و باطنی دونوں حیثیت سے مستقی بن جاتا ہے۔

۲: زہد فی الدنیا: زہد اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ نفسِ غذا، باطن

اور مکان میں بقدر حاجات سے زائد مطالبے کو ساقط کر دے۔ نیز مخلوق کی تعریف و مدح سے اور طلبِ جاہ و مرتبہ اور اس کے لئے منانے سے بھی دستبردار ہو جائے۔

۳ : دو امرِ عَمَل : اَللّٰهُ تَعَالٰی کی رضا کے لئے کبھی قلب اور جوارح دونوں سے اور کبھی فقط قلب سے۔

اکثر لوگ وہ ہیں کہ مجاہدہ اسباب و اکتساب میں اپنی جانیں کھپاتے کھپاتے مَر جاتے ہیں اور ان کی ہمتیں (کامل استعداد والوں کے) مقصدِ عالی کو پانے میں ناکام رہتی ہیں۔ ان کے لئے ان کے حسبِ حال وصیت ہے کہ وہ حدودِ شرع کی رعایت اور فرض نمازوں کا اہتمام کریں۔ (یہ واضح رہے) فرضیہ نماز کا حُسن، حضورِ قلب ہی ہے میں ان کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ تلاوت اور رکوع و سجود کے تمام اذکار اور نماز کی تمام شکلوں اور حالتوں میں دل اور زبان کو جمع کرنے میں امکانی کوشش کریں۔ کوئی اس بات پر قانع نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منشا قلب کے بجائے قالب لے کر جائے۔

میں زبان اور قلب سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی وصیت کرتا ہوں۔ قلب سے ہر مجلسِ محفل میں اور ہر راستے میں خاص طور سے کھانے کے وقت اور وضو کے وقت۔ اس لئے کہ کھانے اور وضو کے وقت ذکر کرنے والے کے قلب پر شیطان کا ورود نہیں ہوتا۔ نماز میں دوسرے بھی کم ہوتے ہیں۔

میں اپنے دینی بھائیوں کو ہمیشہ طہارت پر رہنے کا حکم دیتا ہوں۔ بندے کو سنا ہے کہ جب وہ بے وضو ہو دو بارہ وضو کر لے اس لئے کہ وضو مومن کا ہتھیار ہے۔ جہاں تک ہو سکے قبلہ رو بیٹھے اور یہ مراقبہ کرے (دھیان جائے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہے۔ اس طرح اس کا قول و فعل درست ہو جائے گا۔ جب سوئے تو وضو کی حالت میں سوئے اور قبلہ کی طرف چہرہ ہو اور سب سے زیادہ نافع وصیت یہ ہے کہ قیام میں (تہجد) کا خیال رکھے۔ یہ تہجد حاسنین کا طریقہ ہے۔ کوئی

ایسا نہ کرے کہ اس کی پوری رات اس حالت میں گزر جائے کہ اُس نے رات کے کسی نہ کسی حصے میں نفل نہ پڑھے ہوں۔

(یہ بھی ملحوظ رہے کہ) موت کا دھیان بے جا اُمید و آرزو کی دراز دامانی کو کوتاہ کرتا ہے۔ یہ بھی پسندیدہ بات ہے کہ کوئی دن صدفتر سے خالی نہ رہے اور کوئی ہفتہ بلا روزے کے نہ ہو۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کا ذکر ہو تو خیر کے ساتھ ہو۔ اپنے نفسوں پر باپ تاویل نہ کھولیں۔ اور دینی بھائیوں کو یہ بھی چاہیے کہ وہ نماز صبح کے بعد دُنیا کا کلام نہ کریں یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے پھر اس مجلس کو چند رکعات (اشراق) پڑھ کر ختم کریں۔



اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، والدین اور مشائخ کے حقوق

وصیت

بنام صاحبزادہ عماد الدین رحمہ اللہ

اے میرے پیارے بیٹے! میں تجھے تقویٰ سے اللہ اور خشتیت کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز حق اللہ، حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حق والدین اور تمام مشائخ کے حقوق ادا کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ پس اس صورت میں اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگا۔

علانیہ اور پوشیدہ دونوں حالتوں میں اللہ کا دھیان رکھنا۔ قرأت قرآن ظاہراً و باطناً، سراً و علانیۃ، فہم و تدبیر، تفکر اور عزم و بجا رکھنے کے ساتھ ساتھ رہنا۔ تمام احکام میں (سب سے پہلے) قرآن کی طرف رجوع کرنا اس لئے کہ قرآن مجید اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت و برہان ہے۔ قرآن کا سکاڑ رکھنا۔ راہِ علم سے یک گام بھی ادھر ادھر نہ ہونا۔ فقہ کو حاصل کرنا۔ جہاں صوفیاء میں سے نہ ہو جانا۔ بازار میں قسم کے لوگوں سے علیحدہ رہنا اس لئے کہ وہ دین کے چور اور طریق (راہِ حق) کے راہزن ہیں۔ سنت کی پابندی تجھ پر لازم ہے۔ اہل توحید کے اعتقاد پر قائم رہنا اور بدعات سے بچتے رہنا۔ اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ امر و نہی، (اجنبی) عورتوں اور اہل بدعت سے نیز (بلا ضرورت) افسیاء اور عوام سے احتلاط نہ کرنا۔ ان سے میل جول کرنے سے دین برباد ہوگا۔ دنیا کی چیزوں میں تھوڑے پر قناعت کر لینا۔ خلوت کو لازم رکھنا

اپنی خطاؤں پر گریہ و زاری کرنا۔ حلال روزی کھانا اس لئے کہ یہ امر مفتاحِ انجیرات (پینکوں کی کبھی ہے)۔ حرام چیزوں کو نہ چھوٹنا۔ اگر ایسا کیا تو قیامت کے دن تجھ کو آگ نہ چھوٹے گی۔ حلال کپڑا پہننا۔ ایسی صورت میں حلاوتِ ایمان اور حلاوتِ عبادت محسوس کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس بات کو نہ بھول کہ تو اس کے سننا (ایک دن) کھڑا ہوگا۔ قیامُ اللیل اور صیامُ النہار پر عمل درآمد رکھنا۔ جماعت کی نماز نہ چھوڑنا ریاست و امارت کو طلب نہ کرنا اس لئے کہ جو ریاست و امارت کو پسند کرتا ہے وہ کبھی فلاح یاب نہ ہوگا۔

تیرے اوپر سفر بھی لازم ہے تاکہ تیرا نفس لپست ہو۔ قلوبِ مشائخ کی طرف متوجہ رہنا۔ کوئی تیری تعریف کرے تو پھول نہ جانا اور اگر کوئی تیری مذمت کرے تو غمگین نہ ہونا۔ مدح و ذم تیرے نزدیک یکساں ہوں۔ تمام مخلوق خدا کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھ اور تواضع اختیار کر۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

”جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اللہ اس کو اونچا اٹھائیگا

اور جو تکبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرائے گا۔“

ہر حال میں ہر نیکی کار اور بدکار کا اکرام کر۔ تمام انسانوں پر رحم کر چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اللہ کی تمام مخلوق کو نظرِ رحمت سے دیکھ۔ (زیادہ) مت ہنس۔ اس لئے کہ ضحک (ہنسنا) غفلت کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور قلب کو مردہ کر دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ ہنسنے سے منع فرمایا ہے اور ضحک کو موتِ قلب کا باعث قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

”تم اگر وہ بات جان لو کہ جس کا مجھے علم ہے تو تم کم ہنسو

اور زیادہ گریہ و زاری کر دو۔“

اللہ کی طرف سے ڈھیل کی وجہ سے بے خوف نہ ہو جانا اور اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہونا۔ خوف درجہ کے درمیان زندگی بسر کرنا۔

اے بیٹا! دنیا طلبی کو ترک کر۔ اس مردار دنیا کو (ضرورت سے زیادہ) طلب کرنے میں دین کے چلے جانے کا خوف ہے۔ صوم و صلوة کا خیال رکھنا۔ حالت فقر میں پرہیزگار، ادب شعار، فقہ اور عالم کی حیثیت سے گزارنا۔ جہلِ منیہ سے بیکسور ہونا۔ مشائخ کی جان و مال سے خدمت کرنا۔ مشائخ کے مشلوب اور ان کے ضبطِ اوقات اور ان کی سیرت پر دھیان رکھنا۔ مشائخ کی باتوں کا انکار نہ کرنا۔ اگر خلاف شرع کوئی بات ہو تو انکار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر تو نے خواہ مخواہ مشائخ پر اعتراض کرنا شروع کر دیا تو تجھے کبھی فلاح نصیب نہ ہوگی۔ لوگوں سے سوال اور ان سے قرض لینے کا معاملہ نہ کرنا۔ کوئی چیز کل کے لئے (خواہ مخواہ) ذخیرہ کر کے نہ رکھنا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ روزِ تازہ ”رِزْقِ مَقْسُومٍ“ مہیا کرتا ہے۔ سَخَى النَّفْسِ وَالْقَلْبِ بِنُورِ اللّٰهِ تَعَالٰی نے جو دیا ہے اس کو (صحیح مصرف) میں خرچ کر۔ سخیل سے، حسد سے مکر و فریب سے پرہیز کرنا۔ اس لئے کہ سخیل اور حاسد و دوزخ میں جائیں گے۔

اپنے حال کو مخلوق پر ظاہر نہ کرنا اور ظاہر کو خواہ مخواہ مُزین نہ کرنا اس لئے کہ ظاہر کی ٹیپ ٹاپ باطن کی خرابی کا سبب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رِزْقِ عَطَا کر کے جو وعدے فرمائے ہیں ان وعدوں پر بھروسہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے رِزْقِ کی ضمانت لے لی ہے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں :

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى

اللَّهِ رِزْقُهَا

”زمین پر چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے مگر اُس کا رِزْقِ اللہ کے

ذمے ہے۔“

تمام مخلوق سے (رزق کے سلسلے میں) بالکل مایوس ہو جانا۔ مخلوق سے جی نہ لگانا۔ حق بونا اور مخلوق میں سے کسی کا سہارا نہ ڈھونڈنا۔

تجھے لازم ہے کہ خصوصیت سے اپنے نفس کی حفاظت کا اہتمام کرے اور لایعنی باقول سے بچتا رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

”انسان کھلنے اسلام کی خوبصورتی سے ہے یہ بات کہ، وہ لایعنی اور بے کار

باتوں سے پرہیز کرے۔“

کھانے پینے، سونے اور کلام کرنے میں کمی کرنا۔ تیرا عمل خالص ہو۔ تیری آنکھ ردنے والی، تیری دُعا رجہ و سعی عمل ہو، تیرے کپڑے پُرانے، تیرے رُفقا و رفقاء ہوں، تیرا گھر مسجد تیرا مال فقہ، تیری زینت زُهد، تیرا مونس کریم ہو۔

کسی سے بھائی چارہ اور دوستانہ اس وقت تک نہ کرنا جب تک اُس میں پانچ خصلتوں

کو نہ پالے :

۱ : وہ مال دار ہی کے مقابلے میں فقر کو مُتقدّم رکھنے والا ہو۔

۲ : جہالت کے مقابلے میں علم کو اختیار کرنے والا ہو۔

۳ : علم کے مقابلے میں عمل کو زیادہ پسند کرنے والا ہو۔

۴ : دُنیا پر اُسنرت کو فوقیت دینے والا ہو۔

۵ : (اشرک کے راستے کی) ذلت کو (دنیاوی) عزت پر ترجیح دینے

والا ہو۔ علاوہ ازیں وہ علم ظاہر و باطن میں کامل و بسیر ہو۔ نیز وہ موت کے لئے مُستعد ہو۔

لے بیٹا ! دُنیا اور اُس کی ظاہری رونق و زینت پر فریفتہ نہ ہو جانا

دُنیا ظاہر میں سببِ بے پروائی اور رونق اور پُر از حلاوت معلوم ہوتی ہے

کو محروم دیکھا اور جس کسی کو طالبِ دُنیا دیکھا مغموم پایا۔ ذلت و خواری میں نے اُن لوگوں میں
مشاہدہ کی جو طاعتِ مخلوق میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور عزتِ شرف اُن لوگوں میں دیکھا
جو طاعتِ خالق میں مصروف ہیں۔ میں نے عاقل اگر دیکھا تو اُس شخص کو جو آخرت کی طرف
متوجہ ہے۔ دُنیا کے راغب کو میں نے بس دُنیا ہی میں مشغول اور جان کھپاتے دیکھا۔
دُنیا سے بے پرواہ کو فارغ البال اور مطمئن پایا اور یہ بھی دیکھا کہ جو واقعی "مُرید" ہے وہ
(سچا) طالب ہے اور جو فقط مُریدی کا دعویٰ ہی دعویٰ کرتا ہے اُس کو کاذب پایا۔
میں نے برکتِ رزق اور برکتِ عمر طاعتِ خداوندی میں پائی اور دُنیا و آخرت دونوں (کی
کامیابی) متابعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پائی۔ میں نے داخلہٗ جنتِ اکلِ حلال
میں دیکھا۔

جان لے لے فقیر! (اللہ تعالیٰ تجھے توفیق دے) کہ فقر و درویشی کی زینت
اور بنیاد ان چیزوں پر ہے جن کو میں سبک کرتا ہوں :
تیرا زادِ راہ تقویٰ اللہ ہو۔ تیری بلندی افلاس ہو۔ تیرا سفرِ خلاص ہو۔ تیرے انفاس
مراحل ہوں، تیری منزلِ قبر ہو۔ تیرا ساتھی یقین ہو۔ تیری تدبیرِ عجز انکاری ہو۔ تیرا
گھر خلوت ہو۔ تیری مجلسِ مسجد ہو۔ تیرا درسِ حکمت ہو۔ تیری نظرِ عبرت ہو۔ تیری محافظ
حیا ہو۔ تیرے عادتِ حُسنِ خلق ہو۔ تیری مُعلمِ قناعت ہو۔ تجھے نصیحت کرنے والے مقاب
ہوں۔ تیرے واعظِ حوادثِ آیام ہوں۔ تیرا سماعِ ذکرِ موت ہو۔ تیرا ہتھیارِ وضو ہو
تیری سواری پر ہیزگاری ہو۔ تیرا دشمنِ شیطان ہو۔ تیرا عدوٗ نفس ہو۔ دنیا تیرے
نزدیک ایک قیدخانہ ہو اور خواہشِ نفس تیری نظر میں دارِ عنسہٗ جیل ہے۔ تیری رات
قطوع (نفل) ہو اور تیرا دن استغفار ہو، تیرا قلعہ دین ہو، تیرا اشارہٗ شرع ہو۔ تیری
محبوبِ کتاب اللہ ہو۔ تیری انیس سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو
تیرا یاسِ اہمال اللہ کے ساتھ حُسنِ ظن ہو اور تیرا مشغلہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پرورد بھینا ہو۔ نفسِ آثارہ سے بچا رہ، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نفسِ آثارہ کو تمام اشیاء میں شری ترین بنایا ہے اور یہ نفس تیسرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہر وقت موجود ہے۔ نفس کی مثال اس چوڑکی ہے جو گھر کے تمام ساز و سامان سے خوب واقف ہو۔ نفس کی صفاتِ مذمومہ یہ ہیں کہ وہ شر سے محبت اور خیر سے بغض رکھتا ہے۔ عہد (عبدیت) سے مخالفت اور بیجا خواہشات سے موافقت رکھتا ہے۔ تو اسے طاعت کی طرف بلائے گا وہ تیری حق میں معصیت کی تحریک کرے گا۔ نفس شہوت خواہش کے معاملہ میں چوپایوں کی مانند ہے۔ نفس خوف کے عالم میں بلی کی طرح ہو جاتا ہے اور امن کے زمانے میں شیر اور چیتا بن جاتا ہے۔ نفس کی ایک بُری عادت یہ بھی ہے کہ وہ فقر و فاقہ سے تو ڈرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذابِ الیم سے نہیں ڈرتا۔ شیطان نفس کے قبضہ میں ہے اور اس کے بہت سے مددگار ہیں۔ جیسے دنیا اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور دنیا کے متعلقات۔ نفس کے ہر ہر مددگار کے پاس لشکر، فوجیں، حیل و حشمت اور زینتِ حیات کے سلسلے کی بہت سی چیزیں موجود ہیں۔ جیسے کثرتِ نوم، کثرتِ اکل، کثرتِ فحک و مزاج، حُبِ دنیا، مالدارمی، بکبرِ حد، چغلی، عادتِ ذمیرہ، شربِ خمر۔ ارتکابِ معاصی، لہو و لعب، جمع مال، طویلِ آمل، جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اس کو نفس کے عیوب سے آگاہ کر دیا اور نفس کو مسخر کرنے میں اعانت فرمائی۔

تو نفس کے منہ میں تقوے کی لگام دے اور اس کو تواضع و انکساری کی ذبجیروں میں جکھڑ دے۔ عقل کو اس کا عقلم (بندھن) بنا دے۔ شرع کو اس کا قید خانہ اور عبادت کو اس کا دار و عنبر بنا دے۔ عبادت و طاعت کے اندر بھی نفس کی طرح طرح کی مکاریاں اور عیاریاں دخل انداز ہوتی ہیں اور یہ مکاریاں معصیت والی مکاریوں سے بھی زیادہ بُری ہوتی ہیں مثلاً: عبادت کو دکھانے کے لئے سفارنا، قیمتِ عمل طلب کرنا، ریاکاری

ان کے حسن استفاد کی بنا پر خطہ کبیر عطا فرمایا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے مزید
 اجتہاد اور علم نافع سے مزید حوصلہ طلب کیا ہے۔ ایسا علم نافع جو طریق استقامت پر چلنے
 کے لئے مسعین و مددگار ہو اور میں نے ان کو اجازت دی ہے کہ وہ جس کو چاہیں حضرت
 پہنچائیں۔ میں نے ان کو اجازت دے دی ہے کہ وہ میری تمام مسروعات و مجہوعات
 کی روایت کریں۔ در اس کتاب کی بھی اجازت دے دی ہے کہ جس کا نام عوارف المعارف
 ہے۔ میں نے عوارف المعارف کا ایسا نسخہ بھی ان کو دے دیا ہے۔ پس شیخ بہاؤ الدین
 (رحمۃ اللہ علیہ) کو مطالعہ کرنے اور اللہ تعالیٰ سے فہم اور آگاہی مانگنے کے
 بعد اس کتاب کے درس و روایت کی اجازت ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا اور مددگار
 ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ والہ

اجمعیں۔

یہ تحریر ۱۱ ذی الحجہ کی شب کو ۶۲۶ھ میں مکہ معظمہ میں حرم شریف کے اندر

لکھی گئی ہے۔



مجموعہ وصایا کے چند

اقتباسات

نصائح، ملفوظات اور کلماتِ طیبات

عزت، ایک ایسا راستہ ہے جو تکبر کی آگ کی لُپٹ پر پھیلا ہوا ہے۔ جو شخص عزت کی صراطِ مستقیم سے ذرہ برابر بھی انحراف کرے گا وہ تکبر کی آگ میں جا کرے گا۔ اور جل جائے گا۔ اسٹیج تو واضح بھی ایک راستہ ہے جو ذلت کی لُپٹ پر واقع ہے جو تو واضح کی صراطِ مستقیم سے تھوڑا سا بھی ہٹے گا ذلت کے گڑھے میں جائے گا۔ مداراتِ روحانیت، صلح جوئی (بھی ایک راستہ ہے جو مدارِ ہمت (سستی و چشم پوشی) کی لُپٹ پر ہے۔ پس جو شخص صراطِ مدارات سے ادھر ادھر ہوگا، نارِ مدارِ ہمت میں گر پڑے گا۔ اس میں نازک فسق سے سوائے علمائے راہین کے کوئی آگاہ نہیں۔ اگر کوئی شخص علومِ ظاہر کے دفتر کے دفتر پڑھ لے تب بھی وہ اس قسم کی اشیاء میں تیز نہیں کر سکتا جن کو ہم نے بیان کیا ہے۔ ہاں اگر کسی نے مکتبِ تقویٰ میں تعلیم حاصل کی ہے تو وہ اس طرح کے باریک بینی سے بچ لے گا۔ اس لئے کہ (اکثر) علومِ ظاہرہ تقویٰ سے بالکل الگ چیز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی یقین دینے والا، مدد کرنے والا ہے۔

۲: عزت (خلوت) اصل ہے اور اختلاط (میل جول) منسوع ہے۔ اس میں اصل کو اختیار کرو اور (بلا ضرورت) مخالفت نہ کرو اور اگر مخالفت کرتے ہو تو اس میں دلیل کے ساتھ کرو۔ پھر مخالفت کی صورت میں یہ بات بھی واضح رہے کہ

کہ خاموشی اصل ہے اور نطق و گویائی مندرجہ ہے۔ پس اصل کا التزام کرو اور بغیر جبراً
دلیل کے گفتگو نہ کرو۔ اشر تائید کرنے والا ہے۔

۳ : فضل اللہ اور انعامات الہیہ کے نفاذ سے پورا حصہ ملنے کے معنی یہ ہیں کہ ایک
تو کتاب اللہ کے موافق عمل کرنے کی توفیق مل جائے۔ وہ کتاب اللہ، جس کے سامنے اور
پیچھے سے (غرض کسی جانب سے) باطل نہیں آسکتا۔ اور جو لائق حمد و حکمت والے
کی طرف سے اُتاری ہوئی ہے۔ دوسرے اُن پسندیدہ (آثار اور) آراء کا تتبع نصیب
ہو جائے جن کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر صحیح چلنا میسر
ہو سکے۔

جب یہ اصل مضبوط و مستحکم ہوگئی تو طریقِ قویم اور صراطِ مستقیم پر قدم آجائے گا
تقویٰ مستحق ہوگا، اعضاء منافیہ (منوعات سے) بچیں گے اور اوامر کو بجالائیں گے
۴ : جب کسی بے دکا قلب لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو (بکثرت) پڑھ
تے صاف ہو جاتا ہے تو کائنات کے تمام ذرات کا اس کے قلب سے اس طرح
اتصال ہو جاتا ہے جس طرح رگوں کا جسم سے ہے۔

۵ : "احوال" مغز اور گری کی مانند ہیں۔ یہ احوال اس وقت تک محفوظ
نہیں رہ سکتے جب تک (نیک) اعمال کے چھلکے ان کی حفاظت نہ کریں۔
۶ : ہر اس قلب کے لئے جو حُبِ دُنیا میں مقید و مبتلا ہے، عالمِ غیب
کے سمندروں میں غوطہ لگانا ممنوع ہے۔

۷ : بندہ برابر باہر طلب کو اپنی سعی و کوشش سے کھٹکتا رہتا
ہے یہاں تک کہ وہ "ذوقِ قلب" (دل والا) بن جاتا ہے اور جو ذوقِ قلب ہو گیا اس کو
دلادت گویا از سر نو ہوتی۔ اب وہ اس قابل ہوتا ہے کہ ملکوتِ آسمان والارض میں داخل
ہو جائے (اور اس کی سیر کرے)۔

۸ : وہ عقلاہ جن کی عقلوں سے نورِ ہدایت تشریب ہے ، فانی پر باقی کو ترجیح دیتے ہیں اور نفوسِ انسانیہ اپنی پیدائشِ خصلت کے اعتبار سے فانی اشیا کی طرف رغبت رکھتے ہیں مگر جس نقش کو اللہ تعالیٰ توفیق دیدے وہ نورِ روح کے سراپت کر جانے کے بعد نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے اور امر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے

۹ : اللہ تعالیٰ نے اپنی لطیف حکمت سے اولادِ آدم کے اوضاع و اطوار مختلف رکھے ہیں۔ ان میں بعض وہ ہیں جن کو بامِ علیین تک ترقی نصیب ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جو سجدین کی پستی کی طرف جھکتے ہیں۔ جس کسی کا تقویٰ اس کو ہدایت کی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اس فانی دنیا کی تمام اشیا کو بیچ کھتا ہے اور اپنے نفس کو فقط دنیا کی چیزوں کی تحصیل میں نہیں کھاتا۔ اس کی ہمت ”مجاورتِ علی“ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ وہ تہذیبِ نفس اور تزکیہ نفس کا طریقہ اختیار کرتا ہے اور نفس کے جوہر کو زائل اور اخلاقِ غیر محمودہ سے صاف کر کے فضائل اور اخلاقِ محمودہ سے آراستہ کرتا ہے۔ اس کی عبادت اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ تلاوتِ کلام اللہ میں اس کو راحت محسوس ہوتی ہے۔ دوامِ ذکر میں انس حاصل ہوتا ہے۔ قیامِ لیل اور صیامِ نہار میں اس کو لذت ملتی ہے۔

۱۰ : اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت و صحبتِ اقدس کی وجہ سے خلوت سے مستغنی تھے ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنا اور آپ کے ہمراہ جہاد کرنا خلوت سے افضل و بہتر تھا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرید صحبتِ شیخ سے ، بغیر خلوت میں گئے (اور بغیر علیہ کشتی کے) تربیت حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے دل میں باطنِ شیخ سے وہ برکات پہنچتی ہیں جو خلوت سے بے نیاز کر دیتی ہیں لیکن بعض مریدوں کے لئے

خلوت ہی مناسب ہے۔

۱۱ : مُرد کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مخلوق کو مُتوجّہ اور راضی کرنے کے لئے (بعض اعمال) چھوڑے یا (بعض اعمال) انجام دے۔ جب اچھے اعمال کرے اور نفس اس بات کی طرف متوجّہ ہو کر مخلوق کی نظریں ان اعمال کی طرف پڑیں تو اسے کرے مگر اچھے اعمال کو اس بنا پر بالکل نہ چھوڑے۔ بالآخر حُسنِ عمل کی برکت سے ریاکاری زائل ہو جائیگی۔

۱۲ : جب کسی بُرے کام کے زائل کرنے پر قادر ہو تو چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ زائل کرے۔ امر بالمعروف بھی ماسُور بہ ہے مگر امر معروف، معروف اور معقول طریقے سے ہونا چاہیے۔ عاصیوں پر (ایک دم) ہتھیار اور ڈنڈے لے کر نہ چڑھ جائے بلکہ از جانبِ شرع نائب بن کر حسبِ مقدرت اور حسبِ حیثیت مُنکر کو زائل کرے اور نیتِ خالص رکھے نیز ریا دُشمنی سے دُور رہے۔

۱۳ : جو دُنیا کا اور جاہ و ترک بگرہیں ہے وہ شیخ بننے کی صلاحیت بالکل نہیں رکھتا۔ شیخیت کا اہلِ دہے جو اپنی خواہش کا متبع نہ ہو۔



